تبصرۂ کتب

مولانا محمد حنیف ندوی ، ''مطالعۂ قرآن'' ۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ ،
کلب روڈ ، لاہور : ۱۹۷۸ ۔ صفحات ۳۱۰ ۔ قیمت -/۲۰ روپے

مولانا محمد حنیف ندوی ایک فکر انگیز مصنف ہیں ۔ انھوں نے علامہ ابوالحسن اشعری ، امام محمد غزالی اور امام ابن تیمیہ ایسے متکلمین کے افکار کو آسان زبان میں پیش کیا ۔ ایک کتاب میں انھوں نے علامہ ابن خلدون کے افکار کا خلاصہ پیش کیا ہے ۔ فلسفیانہ اور دینی مباحث کے بارے میں بھی ان کی تصانیف موجود ہیں ۔ ''مطالعہ قرآن'' ان کی ایک حالیہ تالیف ہے جس کے اجزا اس ادارہ کے رسالہ ''المعارف'' میں بھی متناوباً شائع ہوتے رہے ہیں ۔ ڈاکٹر ایس ۔ اے ۔ رحمان مرحوم ، ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان ، نے کتاب پر ایک مختصر ''پیش لفظ'' تحریر فرمایا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ 'مطالعۂ قرآن' ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ''الفوذ الکبیر'' سے الہام گیر ہے ، مگر مولانا محمد حنیف ندوی نے نئے اسلوب سے اس کی تبویب کی اور نئے مباحث چھیڑے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ محتویات قرآن کو جاننے کے لیے اس بلند پایہ دینی تالیف کا مطالعہ بے حد سود مند ہوگا ۔

قرآن مجید دینِ اسلام کی اساسِ عظیم ہے ۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں اس کتابِ بے نظیر کے بارے میں جو کچھ لکھا جاتا رہا ، اس کا احاطہ و احاصہ کرنا آسان کام نہیں ۔ اقبال نے ایک مصرعے میں قرآن مجید پر لکھنے والے مصنفین کے بخت پر بے ساختہ انداز میں رشک کیا ہے کہ

ع از کتابے صاحبِ دفتر شدند

قرآن مجید کے موضوعات و مباحث کے بارے میں لاتعد عنوانات قائم کیے جاتے رہے ہیں ، مگر مولانا محمد حنیف ندوی نے اہم تر عامی موضوعات کو ذیل کے سولہ عناوین کے تحت مندرج فرمایا اور دادِ تحقیق دی ہے : قرآن کا تصورِ وحی و تنزیل ، قرآنِ مجید اور کتب سابقہ ، اسفارِ خمسہ ، عہد نامہ جدید اور اناجیلِ اربعہ ، قرآنِ حکیم اور اس کے اسما وصفات ، قرآنی سورتوں کی قسمیں اور ترتیب ، قرآنی سورتوں کی زمانی و مکانی تقسیم ، جمع

وکتابتِ قرآن کے تین مراحل ، قرآنِ حکیم کی لسانی خصوصیات ، اعجازِ قرآن اور اس کی حقیقت ، محتویاتِ قرآن ، مشکلاتِ قرآن ، قرآن کے رسم الخط کے بارے میں نقطہؑ اختلاف (یہاں نکتہ غالباً نقطہ لکھا گیا ہے ؟) تفسیر ، تفسیر کے دو مشہور مدرسہؑ فکر ، اولیاتِ قرآن ۔

برصغیر میں بدقسمتی سے ایک مدت سے پڑھے لکھے مسلمان بھی علومِ قرآن سے روگرداں ہیں ۔ عربی زبان سے براہِ راست استفادہ تو کجا ، عربی اور فارسی آمیز اُردو بھی ہمارے عام تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترکی ہی ہوتی ہے ۔ تفہیمِ دین کے لیے علما کو مخصوص کیا جا رہا ہے اور جب وہ بیچارے کسی معاملے کو عام فہم انداز میں نہ سمجھا سکیں ، تو ان کا استہزا کرکے عام مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ تماماً دین کی اہم تر باتوں ، خصوصاً علومِ قرآن ، سے آگاہ ہوں ۔ اس کام میں مولانا محمد حنیف ندوی ایسے روشن خیال علما کی تصانیف خاطر خواہ طور پر گرہ کشا ہو سکتی ہیں ۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نے اب تک جو بلند پایہ کتب شائع کی ہیں ، ان میں ''مطالعہؑ قرآن'' بھی شامل ہے مگر یہ امر افسوسناک ہے کہ یہ کتاب بھی اشاریے کے بغیر ہے ۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس میں اشخاص و اماکن ، کتب و رسائل کے علاوہ ، اصطلاحاتِ خاص کا اشاریہ بھی شامل ہوتا ۔

— (ڈاکٹر) محمد ریاض

ایس ۔ اے ۔ رحمان ، ''اقبال اور سوشلزم'' ۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ ، کلب روڈ ، لاہور : ۱۹۷۸ ۔ صفحات ۸۰ ۔ قیمت -/۱۰ روپے

حکیم محمد سعید اور ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کا پروگرام ''شامِ ہمدرد'' قابلِ توصیف ہے ۔ اس کے ذریعے کراچی ، لاہور ، راولپنڈی اور پشاور میں دانش وروں کو ہر ماہ اپنے خیالات پیش کرنے کا عمدہ فورم مہیا ہوتا ہے ۔ ''اقبال اور سوشلزم'' کے عنوان کا یہ کتابچہ بھی ''شامِ ہمدرد'' کی تقریب میں وجود میں آیا ۔ اصل خطابہ انگریزی میں تھا ''اقبال اور سوشلزم'' اس خطابے کا من و عن اُردو ترجمہ ہے ۔

ڈاکٹر ایس ۔ اے ۔ رحمان مرحوم ایک جامع الاذواق شخص تھے ۔ وہ قانون کے اعلیٰ ترین مرتبے پر ہی فائز نہیں ہوئے ، ادب و شعر و تحقیق کے میدانوں کے بھی وہ ایک بڑے ترک تاز تھے ۔ ''نذر رحمٰن'' نام کے

مجموعے میں جو ڈاکٹر سید عبداللہ نے مرتب کرکے ۱۹۵۵ میں لاہور سے شائع کروایا اور انھیں پیش کیا مرحوم کی خدمات مندرج ہیں ۔ جسٹس رحمان مرحوم ایک اقبال شناس بھی تھے۔ انھوں نے مثنوی ''اسرار خودی'' کا تماماً اور ''زبور عجم'' کا جزواً اُردو میں منظوم ترجمہ پیش کیا اور فکرِ اقبال پر بعض عمدہ مقالے پیش کیے جن میں ایک زیرِ تبصرہ مقالہ ہے ۔

سوشلزم گزشتہ اور موجودہ صدی کا ایک معروف طرزِ فکر ہے ۔ یہ طرزِ فکر سیاسیات اور تصوراتِ حیات میں دیگر گوئی کا موجب بنا ۔ عصرِ اقبال میں سوشلزم کے مالہ' وما علیہ کے بارے میں بہت لکھا جاتا رہا ہے - ۱۹۱۷ میں یہ فلسفۂ حیات روس میں انقلاب کا موجب بنا اور اقبال کی وفات کے بعد کئی دیگر ممالک نے اس کو اپنا لیا ۔ ''اقبال اور سوشلزم'' کے لائق مصنف نے تصانیفِ اقبال کے حوالے سے یہ بات آشکار کی ہے کہ علامہ اقبال بحیثیتِ مجموعی اس تصورِ حیات کے مخالف تھے ۔

اس کتابچے کے چار اجزا ہیں :
جزو اول سوشلزم اور اس کی اقسام کے بارے میں ہے ۔ یہ حصہ بڑا دقیق اور عمیق ہے ۔ مصنف نے مستند کتب کے حوالے سے سوشلزم کی اصطلاحات اور اس کی اقسام کو واضح کیا ہے (صفحہ ۹ تا ۳۶) ۔ دوسرے حصے میں اقبال کی اُردو اور انگریزی نثری تحریروں کے حوالے سے سوشلزم کے تصور سے ان کی بیزاری واضح کی گئی ہے اور تیسرے حصے میں ان کی شاعری سے استشہاد کے ذریعے آخری حصہ خلاصۂ بحث ہے جو اس طرح آغاز پذیر ہوتا ہے :
''اشتراکی عقیدے اور تصوراتِ اقبال کے اس مختصر مطالعے کے بعد جو تصویر اُبھرتی ہے ، اس میں اساسیات پر اتفاق کے بجائے اختلافی رنگ زیادہ ہے'' (صفحہ ۱۰۷) ۔

''پیش لفظ'' میں فاضل مصنف نے بجا لکھا ہے کہ پاکستان ایسے اسلامی نظریۂ حیات پر قائم ہونے والے ملک میں ''سوشلزم'' کی کوئی اہمیت نہیں ، مگر چونکہ بعض لوگ یہاں اس کا پرچار کر رہے ہیں ، اس لیے اس ملک کے فکری بانی ، علامہ اقبال ، کے وہ خیالات جاننا ضروری ہیں جو انھوں نے اس تصورِ حیات کے بارے میں پیش کیے تھے ۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اقبال کے اشعار میں چونکہ سوشلزم کی توصیف و تقبیح پہلو بہ پہلو موجود ہے اور عام قارئین اس سے غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں ، لہٰذا وہ شعری استنادات سے پہلے علامہ مرحوم کی سنجیدہ نثری تحریروں سے استشہاد کر

رہے ہیں ۔ ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اقبال نے اشتراکیت کے بہبودِ عامہ اور ملکیتِ زمین بحقِ حکومت کے اصولوں کی توصیت کی ہے کیونکہ یہ اصول اسلام کے تصورات سے اقرب ہیں ، مگر اشتراکیت کا الحاد اور مادہ پرستی انہیں پسند نہ آ سکتی تھی ۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام علامہ اقبال کا کھلا خط بہت معروف ہے ۔ اس خط کا ایک جملہ ہے : "۔ ۔ ۔ بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے"۔ ڈاکٹر جسٹس ایس ۔ اے ۔ رحمان نے اس خط پر خوب تبصرہ فرمایا مگر اقبال کا منقولہ جملہ اب بھی توضیح طلب ہے ۔ راقم السطور جتنا غور کرے ، اسے "بالشویزم" ، تصور خدا کے ساتھ منسلک ہو کر بھی تقریباً اسلام کے مماثل نظر نہیں آتا ۔ دونوں میں بعد المشرقین و المغربین سے بھی زیادہ فاصلہ ہے ۔

مصنف مرحوم تراکیبِ اقبال کے خوب جاذب تھے ۔ "پیش لفظ" میں لکھتے ہیں : "کتابِ دل کی طرح سوشلزم کی بھی بہت سی تعبیریں ہوئی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔" 'کتابِ دل' ، کی ترکیب کو اقبال نے مرزا داغ کے مرثیے میں یوں استعمال کیا تھا :

لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت
ہوں گی اے خوابِ جوانی تیری تعبیریں بہت

کتاب کے متن میں بھی انھوں نے لفظیاتِ اقبال کی ترجمانی و تبیین کی مگر کہیں کہیں ابہام اور نارسائی بیان کار فرما نظر آتی ہے ، مثلاً یہ عبارت : "ملوکیت اور اشتراکیت ۔ ۔ ۔ ایک کے لیے زندگی خروج اور دوسری کے لیے خراج ہے" (صفحہ ۶۳) ۔ مصنف یہاں اقبال کے اس شعر کی طرف متوجہ ہیں جو "جاوید نامہ" (فلکِ عطارد) میں ہے :

زندگی این را خروج آن را خراج
درمیانِ این دو سنگ آدم زجاج

مگر یہ خروج اور خراج کیا ہیں ؟ میرے خیال میں دوسرا لفظ "اخراج" ہو سکتا ہے جو خروج کا مترادف ہے ۔ اقبال کا منشا یہ ہے کہ ملوکیت اور اشتراکیت نام کے نظامات میں خودی کے پنپنے کے سامان مفقود ہیں ۔

مجموعی طور پر یہ مختصر کتاب سراپا معلومات ہے اور فکرِ اقبال سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے ۔ اشاریہ مرتب ہوتا ، تو کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو سکتا تھا ۔

— (ڈاکٹر) محمد ریاض

IQBAL REVIEW

Journal of the Iqbal Academy Pakistan

This Journal is devoted to research studies on the life, poetry and thought of Iqbal and on those branches of learning in which he was interested : Islamic Studies, Philosophy, History, Sociology, Comparative Religion, Literature, Art, and Archaeology.

Published alternately
in
English and Urdu

Subscription

(for four issues)

Pakistan		Foreign countries
Rs. 15.00		US $ 5.00 or £ Stg. 1.75
	Price per copy	
Rs. 4.00		US $ 1.50 or £ Stg. 0.50

All contributions should be addressed to the Secretary, Editorial Board, *Iqbal Review*, 90/B-2, Gulberg III, Lahore. Each article must have its duplicate copy. The Academy is not responsible for the loss of any article.

Published by

Dr M. Moizuddin, Editor and Secretary of the Editorial Board of the *Iqbal Review* and Director, Iqbal Academy Pakistan, Lahore

Printed at

ZARREEN ART PRESS
61, Railway Road, Lahore

ڈاکٹر عبد الحمید

اقبال بحیثیت مفکرِ پاکستان

علامہ اقبال بیک وقت فلسفی تھے اور شاعر بھی ، انہوں نے پاکستان کی جغرافیائی حصوں کی نشان دہی کی اور ہم عصر مسلم معاشرے کے دینی ، سیاسی اور معاشرتی رجحانات پر دو ٹوک اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ ان جیسے غیر معمولی انسانوں کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماحول کے ساتھ گہرا رابطہ رکھتے ہوئے بھی ''من کی دنیا'' میں ڈوب کر قدرت کے بعض سر بستہ رازوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں ۔ ان کے خیالات ، تحریروں اور تقریروں کا منبع ہمیشہ ایک نہیں ہوتا کبھی وہ اپنے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر زبان کھولتے ہیں اور کبھی اپنی شخصیت کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے احساسات کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہیں - - - -

علامہ اقبال دو طرح سے مفکرِ پاکستان قرار پاتے ہیں ۔ اولاً انہوں نے برصغیر میں ایک اسلامی سلطنت کے امکان کو بدلائل ایک عملی شکل میں پیش کیا ۔ ثانیاً : فکرِ اقبال کے بہت سے اجزا ہمارے ذہن کا حصہ بن چکے ہیں ۔ شعوری اور غیر شعوری طور پر ہم ان کے بلند مقاصد کے ساتھ جذباتی وابستگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں - - - -

علامہ اقبال کے خیالات کا مرکز اور محور وحدتِ اسلامی کا تصور تھا اور وہ اس کے انتھک مبلغ تھے ۔ کتاب کے پہلے حصے میں ان خطرات کا جائزہ لیا گیا ہے جو ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کی قومی وحدت پر منڈلا رہے تھے ۔ دوسرے حصے میں اقبال کی زندگی کے سیاسی پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ عملی سیاست کی وادی میں اقبال کا سفر مختصر تھا ، لیکن ان کی سیاست کوئی ذاتی یا خلا کی سیاست نہ تھی ، بلکہ اسی سیاست کا حصہ تھی جو ظہورِ پاکستان کا باعث بنی - - - -

صفحات ۱۷۹ - قیمت ۲۶ روپے

اقبال اکادمی پاکستان

90 بی - 2 گلبرگ III لاہور